رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

پیشگی قیمت جو بہر حال میں پیشگی لی جائیگی

تاریخہائے اشاعت ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ سان در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۸ | قادیان دار الامان ۷ اگست ۱۹۰۹ء عیسوی مطابق رجب ۱۳۲۷ ہجری | جلد ۱۳

خلیفۃ المسیح کیا چاہتے ہیں

مجھے ایک مختصر سے سفر کے لئے آج حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اجازت کے لئے جانے کی ضرورت پیش آئی۔ اور میں آپکے حضور حاضر ہوا۔ مینے اپنی منزل مقصود کی کی جماعت کے لئے کوئی پیغام پوچھا۔ فرمایا میرا پیغام تو ایک ہی ہے۔

خدا سے ڈر اور پھر کچھ کر

فرمایا ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ مینے سنا ہے کہ آپنے کوئی نیا کلمہ بنایا ہے مینے کہا ہاں اُسنے کہا ایسی عجیب بات تو میں سننی چاہتا ہوں مینے اُسکو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی کلمہ ایجاد کیا تھا اُسنے جواب دیا ہاں۔

پھر مینے پوچھا کہ اُسوقت سب سے بڑی بلا کیا تھی اُسپر اُسنے کہا کہ شرک۔ میں نے کہا یہی وجہ تھی کہ آپنے **لا الٰہ الا اللہ** کلمہ تجویز کیا۔ اور دوسری آفت نبوت کی پرستش تھی جیسا کہ حضرت مسیح کو خدا بنایا گیا اسلئے دوسرا جزو **محمد رسول اللہ** تجویز ہوا۔

اس زمانہ میں ایک خطرناک آفت ہے اس آفت کے لئے اسوقت ایک کلمہ کی ضرورت ہے بس اسکے حسب حال ہمارے امامؑ نے ایک کلمہ رکھا۔ اُسکو جو تمہارا جی چاہے کہو۔

وہ آفت دنیا کو دین پر مقدم کرنیکی ہے۔ اسلئے حضرت امامؑ نے یہ تجویز کیا کہ وہ اپنی جماعت سے عہد لے کہ **"میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا"**۔ پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ مجھے تو **عملی حالت کی** اصلاح کی ضرورت ہے پس یہی پیغام ہے جسکو چاہو دیدو۔

پھر آپنے اور بھی بہت کچھ فرمایا۔ جنہیں توفیق ملنے پر لکھونگا بالآخر آپنے مجھے لکھ کر دیا۔

قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے مطلوب ہیں

۱۔ **جنکو دنیا کی پروا بھی نہو جب مقابلہ دین و دنیا کا آکر پڑے۔**

۲۔ **باہمت واعظ مطلوب ہیں جو اخلاص و صواب سے وعظ کریں۔**

۳۔ **عاقبت اندیش صرف اللہ پر بھروسہ کرنیوالے دعاؤں کے قائل اور علم پر گھمنڈ کرنیوالے علما مطلوب ہیں جنکو فکر لگی ہو کہ کیا جاوے۔**

(انوار احمدیہ مشین پریس با اہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک پریس کے چھپکر شائع ہوا)

پانچ روپے سے ۱۰ لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا باعث روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یومیہ آمدنی ۸۸ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی نہایت مفید نہ ہو اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت ملا دوپیازہ کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد سے محروم رہا ہے۔ سنئے کہ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں اور ہزاروں اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر پٹھوں کے گوشت یا اسفنج کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ پھر حوادث زمانہ اس پر کبھی اثر نہیں کر سکتے۔ آپ ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور لائق ڈاکٹروں، میڈیکل کالجوں کے پروفیسروں، معزز عہدہ داران سلطنت نے سرٹیفکٹوں اور بادشاہانہ امتیاز سے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ ۸۸ روپیہ روح حیات کی یومیہ بکری ہے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروائی حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو [illegible] بنا دیتی ہے۔ چہرہ پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت تواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ رقت منی۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف [illegible] ضعف جگر۔ [illegible] اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگرچہ تمام مقوی دوائیں [illegible] ہیں مگر روح حیات کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے [illegible] بڈھوں کو جوان مرد جوانوں کو ممتاز اور بوڑھے کو جوان بنا دیتی ہے [illegible] روح حیات کا کام ہے [illegible] استعمال سے پہلے [illegible] پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات [illegible] شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ کیمیا گر ہے [illegible] روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی [illegible] موجود ہے [illegible] استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتا ہے [illegible] لاغری۔ بے رونقی [illegible] مردی کو مرد کامل بنا دیتی ہے [illegible] اندر لطف [illegible]

[illegible] قیمت روغن [illegible] شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ) +

[illegible] دوائیں حکیم محمد [illegible] صاحب [illegible] پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں + ——

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے +

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی ۱ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے +

قیمت فی ڈبیہ (۴) محصولڈاک ایک سے ۱۲ تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر- ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ-

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی ہم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل آسمان کو پہنچی ہے کالا مان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ پہلا اسمیں یہی ہوتا ہے قوی تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بدکاریوں کی وجہ عام طور پر ضعف کی شکایت ہے یہی اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھا جائے کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عسہ طلائے طلسمی پرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلا طلسمی کا فائدہ اٹھائیں اور معجون بھی کھائیں انشاءاللہ وہ اس کو پائیں قیمت ۲ ماشہ عہ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۱ر سنون دنداں- دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۲ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بابک [illegible] ضلع دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

چند عام ادو[illegible]

سرمہ نمبر ۱

سرمہ [illegible] بنایا گیا ہے آنکھوں کی
[illegible] ہے [illegible] بصارت
کو قائم رکھتا ہے [illegible] بھی [illegible]
قیمت فی [illegible] نمونہ ۱

سرمہ نمبر ۲

[illegible]
[illegible] بنا ہے [illegible]
وغیرہ [illegible]
قیمت [illegible] ۱۲ [illegible] نمونہ ۱

سرمہ نمبر ۳

یہ سرمہ [illegible] کے واسطے خاص طور
پر مفید ہے [illegible] ڈال کر دل
وغیرہ کو بہت جلد دور کرتا ہے
قیمت فی [illegible]

منجن دندان نمبر ۳

یہ انگریزی طرز کا منجن بالکل تیار ہے
جو منہ کو صاف رکھتا ہے اور دانتوں کو صاف
رکھتا ہے
قیمت [illegible] نمونہ [illegible]

کھانسی کی گولیاں

ان گولیوں کو منہ میں رکھ کر چوسنے
سے کھانسی [illegible] دو تین
دن میں دور ہو جاتی ہے
قیمت [illegible] گولی [illegible] نمونہ [illegible]

سر درد کا علاج

سر درد کیسی ہی سخت کیوں نہ ہو اسکی
[illegible] کے کھانے سے [illegible]
آرام آجاتا ہے [illegible]
سر درد کی دوا [illegible] ہے قیمت
[illegible] نمونہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اس سے
[illegible]

[illegible]

تمام منش ماتر کو ایک سلک مین منسلک کرنا تہا آج ہم جہاڑو کی سینکو کیطرح بکہرے پڑے ہین وہ اسلام جس مین معرفت نامہ اور شانتی کے گیان کی گنگا بہنی چاہیئے تھی آج اشانتی کا کیندر (مرکز) بنا ہوا ہے وہ اسلام جس کی باد نسیم نے تمام جہان کے تپتے ہوئے دلوں پر شانت کی برکہا کی تہی آج اس مین باد سموم کے جہونکے چل رہے ہین کیون جواب صاف ہے۔ کہ دل ٹھیک نہین ہمارے بزرگ تو ایسے باہمت تہے کہ جنہوں نے رائی کا پربت کر دکہلایا آہ ایک وہ تھے جنہیں تعمیر بنا آتی تہی۔ ایک ہم ہین۔ یا اپنی ہی صورت کو بگاڑ دیا۔ دوستو جانتے ہو۔ کہ وہ کونسا منتر تہا جس سے سیدی و مولائی حضرت مسیح موعود نے اس بہارت دیش کو گونجایا۔ وہ کونسا جنتر تہا جس سے امام اعظم نے ہمارے دلونکو لبہایا وہ کونسا منتر تہا جس سے امام شافعی نے ہدایت کا راہ دکہایا یا وہ کونسا منتر تہا جس سے امام بخاری نے سوتوں کو جگایا آہ ان مین کونسی قوت جاذبہ تہی جسکو دیکہکر اپنے تو اپنے بلکہ راہ چلتے مسافر بہی "من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری" کا کلمہ پکار اٹہے وہ بے بہا جوہر وہ انمول رتن "سنت نبوی" ہی تہی مگر آجکل ہم "سنت نبوی" چہوڑکر غلط راہ پر پڑ گئے محمد الدین اور محمد عبداللہ کو چہوڑکر جارج اور طامسن پر لٹو ہو گئے دال روٹی کو چہوڑکر پڈنگ اور مٹن چوپ کے شیدائی ہو گئے ہم تنبہ کرتہ کو چہوڑکر کوٹ اور پتلون کے فدائی ہو گئے مگر سنو اور کانوں کے پردے کہولکر سنو! کہ یہ سادہو کیا کہتا ہے۔ "اللہ اکبر" کے نعرے سے ہی قوم کی سوئی جاگے گی یا درکہو (انگریزی) فونو گراف سے کام نہیں چلیگا جب تک ہم ان فرمات کو چہوڑکر ایک بہائی کی تکلیف کو اپنی تکلیف نہیں سمجہینگے جب تک ہم دوسرے کی درد کو اپنی درد خیال نہیں کرینگے جب تک ہمارے دلونمیں قومی ہمدردی کی گونج پیدا نہیں ہوگی تب تک ہماری فتح نہین ہوگی۔ مین پہر مکرر بلکہ سہ کرر کہتا ہوں کہ اگر ہم اندھیرے مین سانپ کو رسی سمجہکر پکڑینگے تو ہماری فتح کبہی نہین ہوگی اور ہرگز نہین ہوگی اب مین بہت دفعہ کہکر کہونگا اگر آپ واقعی کر (بہرے) ہو گئے تو پہر میرا کوئی گناہ آپکے ذمہ نہ رہی۔

نوٹ۔ مندرجہ نرنکار کا پریم پتر (ایک سادہو)

اوپدیش نمبر ۲

پرکاش کی پرخاش

پرکاش تو پرخاش مین مشہور ہی ہے اسلیئے ہمیں اسبات کا چندان افسوس نہین "نیش عقرب نہ از پئے کین است مقتضائے طبیعتش اینست" انہوں نے تو اپنے دہرم کی آنی (آنچ) کو محض اسبات پر بہول کر رکہا ہے کہ زبان لا یعنی بکواس اور دیدہ دہنی بیباکی سفاکی سے لوگوں کے دلونکو دکہائیں جو اس بیباک کی پرخاش سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہیں کہ اسکے چہاپے شلغم کا سا منہ دیکہکر لوگ ہزارہا ۔ ۔ ۔ صلواتین بہیجتے ہیں اور اسکے بہجاکو محمود گمودڑ کی زیبائش بتاتے ہیں مگر ہمیں اس سے بڑہکر تو افسوس مسٹر دینا ناتہ حافظ آبادی سابق ایڈیٹر ہندوستان پر ہے جب آپنے پولیٹکس مین تمنہ کی کہائی ہر دلعزیز کا نسخہ کارگر نہ ہوا گنگا گئے تو گنگارام جمنا گئے تو جمنی داس کا منتر چلا جب با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام کی منافقانہ طرز سے انکا الو سیدھا نہ ہوا تو آپکو مذہبی دنیا مین وقار حاصل کرنیکی دہن دامنگیر ہوئی "قرآن اور پالیٹکس" کی شرارت سوجہی مگر کیا ہی خوب ہوتا کہ دینا ناتھ اور اسکا ڈہولچی ایڈیٹر پرکاش پہلے اپنے کمیپ کی پالیٹکس کو سنبہالتے خیر مگر ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہین کہ پولیٹکس مین تو اس نے منہ کی کہائی تہی مگر اس مذہبی پالیٹکس مین سر کی کہائیگا سادہو کے اس اصول کو ہمیشہ اپنا دستور العمل بناؤ اپنے شیش محل مین بیٹہکر بیہودہ مت چلاؤ دیکہو تمہارا تو صرف احتمالی طور پہ ہی رنگمیرے سر کو ضرر پہنچائیگا مگر میرا کنکر کا پتہر تمہارے شیش محل کو چکنا چور کرکے ضرور تمہارا سر بہی پہوڑ دیگا تم راون کی طرح آسمان کو پوڑیاں مت لگاؤ کیونکہ کوئی رامچندر پیدا ہو جائیگا جو تمہارے لاد لشکر کو بمع تمہارے لنکا کے بہسم کر ڈالیگا تو کنس کی طرح عیاری مکاری ریاکاری کو اپنا شیوہ مت بناؤ کیونکہ کوئی کرشن پیدا ہو جائیگا جو تمہارے پیٹ کو چاک کر ڈالیگا اور تمہارا تمام مال مطال باہر آجائیگا مین حضرت سلیمان کی ہم زبان ہو کر کہتا ہوں کہ نیکو کاری اور نیک شعاری ہی انسانی ترقی کا زینہ ہے تم کسیکو دکہ مت دو کیونکہ تم خود ہی دکہ دیئے جاؤگے خیر میں اس جگہ وید کی دراقشانی منوجی کی منو ہر بانی اسلام کی جاودانی زندگانی کے متعلق عرض کئے دیتا ہوں جس کے کان ہیں وہ سنے جس کی آنکہیں ہیں وہ دیکہے وید کا حکم ہے کہ "مخالفونکو آگ کی طرح بہسم کر ڈالو" بہادر کشا آدمی راج پرشوں اور رعایا کو چاہیئے کہ جس پر کار اگنی دیوتا بلا کسی قسم کے توقف کے تمام پدارتہونکو ایک طرفۃ العین میں تباہ کردیتی ہے ویسے ہی راجہ نیچ لوگوں کی بیخکنی کرنیکے لیئے اس پر کار تن کرے یہ ہے نرم پروونکے نرم نمونے یہ ہے وید کی پالیٹکس آگے اور ملاحظہ فرمایئے جیطرح لوہے کے گہن سے تمام چیزین ٹکڑے ٹکڑے کیجاتی ہین اسی طرح راجہ نیچ لوگونکو ٹکڑے ٹکڑے کرے دیکہو راندی بہاشا صفحہ ۲۴۹۔ مگر کانوں کے پردے کہولکر اور آنکہونکی عینکین اتارکر قرآن شریف کے احکام بہی ملاحظہ فرمایئے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ اللہ کی راہ مین ان لوگوں سے جو تم سے لڑین اور حد سے مت گذرو جو تمپر ظلم کرین تم اسکا ڈیفنس کرو کیونکہ تم مظلوم ہو۔

دوستو! ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اسلام کہیں پیشقدمی کا حکم نہین دیتا اسلام کے جنگ محض دفاعی اور خود حفاظتی کے لیئے ہیں بحالیکہ دشمن کالے سانپ اور جانی دشمن ہیں مگر اسپر بہی اسلام لا تعتدوا یعنی ڈیفنس میں زیادتی نہ کرنی قرآن شریف مین کوئی ایسی آیت نہین جس مین پیشقدمی پائی جائے دوستو! وید کے منتر اور قرآن شریف کی آیت آپکے سامنے دہر دیا ہی۔ کیا کوئی سمیا سمجہ ہے جو اس سے متمتع ہو کیا کوئی عقل وحکمت کا اہل ایسی ہے جو اس سے فائدہ اٹہائے

نوٹ۔ مندرجہ نرنکار کا پریم پتر (ایک سادہو)

م ...... جو پاپیون کا بیڑا غرق کردیگا تم ہرکش کیطرح خدا

اگرچہ میری رائے تو یہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
کہ جو لوگ دلچسپی نہیں لیتے اور اپنی رائے کی پرستش چاہتے ہیں قومی معاملات میں دخیل ہونیکے مستحق نہیں مگر میں ان لوگوں کی دانشمندی کی تعریف کرتا ہوں جنھوں نے ابتک انہیں نہیں نکالا ۔ اس سے کم از کم اس معاملہ میں انکی نیک نیتی کا پتہ لگتا ہے ۔

اگر وہ لوگ خود ہی قابض اور متصرف رہنا چاہتے تو وہ کیوں انکو نکال نہ دیتے ۔ کیونکہ جس حال میں وہ لوگ ممبر ہیں انکو کسی اجلاس میں آنے سے تو روکا نہیں جا سکتا ؟ اور وہ حالات سے بھی واقف ہو سکتے ہیں جو شخص بدنیت ہو وہ تو چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اسکے خلاف ہیں اپنے حالات اور کاموں سے واقفیت ہی نہونے دے لیکن اگر وہ انکو واقفیت ۔ اطلاع اور ترقی کا موقعہ دیتا ہے تو اس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اسکی نیت **نیک** ہے ۔

علاوہ بریں اب تو مرزا حیرت صاحب صرف اسی بات پر شور مچا رہے ہیں کہ ان کے چندہ دستوں کی رائی کی مخالفت ہوئی پھر اگر انہیں نکال دیا جاتا تو وہ شاید آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ دیکھو ان لوگوں نے اتنے بڑے قابل آدمیوں کو باہر نکال دیا ۔

اس وقت پبلک کو اکسانے اور برانگیختہ کرنے کے لیئے مرزا صاحب کو شاید اچھا موقعہ مل جاتا اور وہ شاید یہی چاہتے ہوں چاہئے تو یہ تھا کہ وہ پرنس شریا جاہ بہادر اور ان کے رفقا کو توجہ دلاتے کہ وہ کیوں اجلاسوں میں شامل نہیں ہوتے اور کیوں انہوں نے ایسی کمزوری ظاہر کی کہ ذرا سی اختلاف رائی سے گھر بیٹھ رہے ۔ کیا مرزا حیرت یہ چاہتے ہیں کہ اس **تثلیث مقدس** کی ہی بات مانی جاوے ؟ اور کل سفید و سیاہ کا مالک ان کو بنا دیا جاوے ؟ وہ یقیناً ایسا نہیں سمجھتے ہونگے یا کم از کم انہیں نہیں سمجھنا چاہیے پھر قومی خدمت سے فروگذاشت تو ان لوگوں سے ہوئی ہے نہ کام کرنے والوں سے ۔

یہ ہے مرزا حیرت کی اس **دلیل** کی حقیقت جو ان کے مضمون کا کل سرمایہ ہے میں آئندہ انشاء اللہ بالتفصیل دہلی کے ان معاملات پر لکھونگا ۔ اور دہلی کی پبلک کو جو ان معاملات میں گمراہ کرنے کی کوشش کیجاتی ہے اور باہر کے مسلمانوں کو جو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے اس سے بچانے کی سعی کرونگا ۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم** ۔

اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے مگر **موضوع اسلام اور مسلمان** ہے اسکے جس پہلو اور حیثیت سے وہ اسلام کی خدمت کی ضرورت سمجھتا ہے اسے اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا ۔

اسی بنا پر دہلی کے معاملات میں ایسے دخل دینے کی ضرورت ہے کیوں کہ اگر اس موقع پر دلی کے مسلمانوں کو آگاہ اور خبردار نہ کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ انہیں نقصان پہنچے ۔

اسلیئے جب تک ضرورت ہوگی اس پر متعدد مضامین شائع کیئے جائینگے انشاء العزیز ۔

اور اس خیال سے کہ دہلی میں ان کی عام اشاعت ہو یہ مضامین بطریق ضمیمہ الحکم شائع ہونگے ۔

تھا بادا دان
زنا تھا صاف کرمت ہم

ایک سادہو کا اوپدیش

یہہ سچ ہے کہ میں کسی اخبار کا اڈیٹر نہیں جو اپنی مضمون نویسی سے زمین و آسمان کے قلابے ملا کر ناظرین کو خوش کروں میں کسی اخبار کا نامہ نگار بھی نہیں جو اپنی میٹھی اور سریلی آواز سے آپکے دل لبھاؤں اوہ ! میں بی ۔ اے اور ایم ۔ اے بھی نہیں جو اپنی علمیت اور فضیلت سے شاہراہ کامیابی کا گر بتلاؤں ۔ میں مولوی بھی نہیں جو اپنے گیان سے ناظرین کے ہردو نکو معرفت نامہ سے سرشار کروں میں ایک بھکشاری رگڑا اگر ہوں بے در ہوں بے زر ہوں ۔ بے پر ہوں ہاں اس میں کوئی کلام نہیں کہ میرا ہردہ قومی درد سے مجروح ہے میں قوم کا فدائی ہوں ۔ میں حق کا شیدائی ہوں یہ شعر میرا اٹو ہے ۔ ؎

ہم مُردوں کے قبر ایسی جگہ ہو دوستو !
ٹھوکریں تربت پہ مارے بچہ بچہ قوم کا

اوہ ہمیں بجائے خوشی کے رونا آتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ قومیں جن کی مذہب کی بنیادیں نقش بر آب ہیں وہ اس طرح فنا فی القوم ہوئے ہوئے ہیں کہ انکا تن من دہن قوم کے لیئے اربن ہے نیچ سے نیچ ذاتوں کو قعر ذلت سے اٹھا کر تہذیب کی چوٹی پر پہنچا دیا مگر اسلاف دیکھیئے اغیار تو اغیار ہم ہم پایہ کے دیکھ بھی نہیں سکتے ہم ایرشا (حسد) اور دویت سے قوم کے ہونہار نورتنوں کو جو بانی کی جگہ خون ۔ ۔ ۔ سینچ کر قوم کی جڑ کو پتال تک پہنچا رہے ہیں ہم انہیں مٹی میں پھینک رہے ہیں ہائے ہم میں وحدت نہیں اجتماع نہیں اخوت نہیں اتفاق نہیں ہائے ہم باوجود ایک ہی کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** گویا ہو کر ہم باوجود ایک خدا کے پرستار ہو کر پھر ہر ایک علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی ڈفلی بجا رہا ہے آہ ! وہ اسلام جس نے

یا نہیں اور کبھی کسی قسم کی بددیانتی کے جرم میں وہ ماخوذ تو نہیں ہوا اور اسکے ذاتی۔ **وجاہت** اور مالی حالت ایسی ہے یا نہیں جو اسپر اعتبار کیا جا سکے کہ وہ خود تو اپنی ضرورتوں میں خرچ نہیں کر لیگا اور پھر گورنمنٹ کے تمامی احکام اس بھروثوق اور اعتماد کئے گئے ہیں یا نہیں ؟ اور بالآخر یہ کہ خود مسلمان بھی ان پر بھروسہ کرتے ہیں۔ دیکھنے کے قابل تو یہ امور ہیں افسوس کہ مرزا حیرت صاحب ان کا ذکر بھی نہیں کرتے اور رونا یہ رو رہے ہیں کہ وہ مختلف اوقاف کے ممبر ہیں۔ کیا مرزا حیرت صاحب یہ چاہتے ہیں کہ دہلی کے اوقاف کی آمدنی بھی ان کے سپرد کیجائے تاکہ وہ اسلامیہ پبلشنگ کمپنی کے حصوں کی خرید میں لگادیں۔ میں انکی ساری تحریروں کا یہ نتیجہ نکال سکا ہوں کہ ان کو **حاذق الملک** خان بہادر محمد حسن خان صاحب۔ نواب فیض احمد خان صاحب۔ مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد۔ اور مولوی عبد الاحد مالک مطبع مجتبائی کے ساتھ خاص طور پر کد ہے اسکی وجہ مجھے قادیاں بیٹھے ہوئے آسانی کے ساتھ معلوم نہیں ہو سکتی۔ لیکن جو وجہ مولوی عبد الاحد صاحب سے رنجش کی مرزا حیرت نے مجھے زبانی بتائی ہے وہ آئندہ میں اس سلسلہ مضامین میں ظاہر کروں گا اور اسپر تنقید بھی کرونگا اور اس ضمن میں وہ مکالمہ بھی درج کرونگا جو میرا مرزا حیرت صاحب سے دہلی کے معاملات کے متعلق ہوا۔ بہر حال پانچ بزرگ ہیں جنکے خلاف مختلف پیرایوں میں مضحکہ خیز مضامین لکھے جاتے ہیں میں نے بہت کوشش کی کہ ان مضامین میں کوئی کام کی بات نکلے مگر افسوس ہے کہ میرا **فکر قاصر رہا**۔

یہ سچ ہے کہ یہ بزرگ دہلی کے اوقاف کے ممبر ہیں۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے اکثر

بہت سے لوگ ان اوقاف کے ممبر ہیں مگر دلچسپی نہیں لیتے اور یہ دلچسپی سے ایک کام کرتے ہیں۔ انکا اتنا ہی قصور ہے دوسرے ممبروں کے متعلق مرزا حیرت صاحب خود لکھتے ہیں کہ وہ جو غیر بدنصیب ممبر بننے کے بعد ان کے جلسوں میں شریک ہوتا ہے اور اس کی ہر رائے کو شکست ملتی ہے تو پھر وہ شرمندہ ہو کے جلسوں میں آنا چھوڑ دیتا ہے مثال کے طور پر ہم خان بہادر محمد اکرام اللہ خان صاحب شہزادہ مرزا ثریا جاہ بہادر و ڈپٹی محمد عبد الحامد خان صاحب کو پیش کرتے ہیں جنھوں نے سالہا سال سے اس جماعت کے مقابلہ میں فتحپوری کے جلسوں میں شریک ہونا بند کر دیا ہے "۔

یہ اقتباس جو میں نے ۲۴ رجون کے کرزن گزٹ سے لیا ہے **دہلی کی حالت زار** پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ مرزا حیرت صاحب کے طفیل عام مسلمان پبلک کو وہ دہلی کی ہو یا باہر کی یہ رائے قائم کرنے میں پر سر حق سمجھنا چاہئے کہ دراصل ان تنازعوں کی وجہ ان ممبروں کی عدم شمولیت ہی ہو۔

میں سر دست باور کرنے کے لئے طیار نہیں مگر اس اقتباس سے بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ ان بڑے لوگوں کی کوئی رائے یا تجویز دوسرے ممبروں کے مقابل چل نہیں سکی اور وہ شرمندہ ہو کر اب سالہا سال سے جلسوں میں تو جاتے نہیں اس لئے یہ کارروائی شروع ہو گئی کہ باقیوں کو بدنام کیا جاوے۔ اس معاملہ میں ان بزرگوں کی پوزیشن بہت نازک ہے اور **شہزادہ صاحب** خان بہادر محمد اکرام اللہ خان صاحب اور ڈپٹی عبد الحامد خان صاحب کو اپنی پوزیشن عام طور پر اس معاملہ میں واضح کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ مرزا حیرت صاحب کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایک قسم کا رنج ہے اور کیا عجب اس رنج کے اظہار کا یہ طریق اختیار کیا گیا۔ یہ معاملہ تو بزرگان موصوف کی ذات سے وابستہ ہے وہ خود اسکو صاف کرینگے لیکن جن لوگوں کا یہ حال ہو کہ وہ اپنی رائے کی ایسی اہمیت سمجھیں کہ کسی حال میں اس کا خلاف ہی نہ ہو اور اگر خلاف ہو تو قومی کاموں میں حصہ لینا چھوڑ دیں کیا ضرورت ہے کہ وہ قومی کام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیئے جاویں ؟ مرزا حیرت یا ان کے رفیق سوچ کر جواب دیں۔ اگر محض اخلاص اور للہیت سے کام کیا جاتا ہے تو ایک رائے نہیں ہزار رائے کی بھی مخالفت ہو ہم کو اپنے کام سے الگ نہیں ہونا چاہئے۔ ان بزرگوں کا فرض تھا کہ وہ بدستور اس کام میں حصہ لیتے اور اپنی مفید راؤں کے پیش کرنے میں تساہل نہ کرتے اور اس بات کی پرواہ نکرتے کہ کوئی انہیں مانتا ہے یا نہیں ؟ نہ ماننے والے اگر محض ضد یا کسی نفسانی غرض سے انہیں رد کرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے وبال کے نیچے تھے لیکن اگر انہوں نے خدا ہی کے لئے انہیں رد کیا تھا تو وہ بھی بری الذمہ تھے۔ **اخلاص** سے کام کرنے والے کے لئے تو یہ سوال ہی نہیں ہو سکتا کہ اُسے کوئی مانتا بھی ہے یا نہیں ؟

کیا مرزا حیرت صاحب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں **اوقاف** کو دینا چاہتے ہیں جن کو اپنی رائے کے ماننے پر اتنا اصرار ہو کہ اگر نہ مانی جاوے تو وہ اجلاس میں آنا چھوڑ دیں۔ دنیا میں کوئی دانشمند آدمی تسلیم نہیں کر سکتا کہ اپنی رائے کی ذرا بھی مخالفت نہ سننے والے بھی کوئی قومی کام کر سکتے ہیں ؟ میں نہیں یقین کرتا کہ مندرجہ بالا بزرگوں کی یہ حالت ہو لیکن اگر یہ سچ ہے تو نہایت قابل افسوس ہے اور وہ پرنس ثریا جاہ صاحب نہیں کوئی ہوں قومی درد اپنے پہلو میں نہیں رکھتے۔

اسکے ساتھ ہی مرزا حیرت صاحب کو یہ ناگوار معلوم ہوا ہے کہ کیوں ان لوگوں کو الگ نہیں کیا جاتا ؟

ضمیمہ الحکم

(نمبر اول)

گفتن نتوانیم و نہفتن ہوانیم

یوں تو ہر جگہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر اور پراگندہ ہے اور انمیں باہم حسد و بغض اس درجہ تک پہنچا ہوا ہے کہ **قومی** کام سخت خراب ہو رہے ہیں مگر **دہلی** میں یہ بلا آج کل خطرناک طور پر پھیل رہی ہے دنیا میں کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکے دل میں اپنی قوم کے لئے درد اور سر میں فکر ہوتا ہے۔ اور ایک وہ ہیں کہ خود تو کچھ کر نہیں سکتے مگر کرنیوالوں پر ہمیشہ نکتہ چینی کرنا اور انھیں بدنام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں نکتہ چینی کرنا آسان اور کام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جو لوگ نکتہ چینی کرتے ہیں (اگرچہ یہ کلیہ قاعدہ نہیں) مگر علی العموم انکی نکتہ چینی حسد یا ذاتی اغراض پر مبنی ہوتی ہے۔ اسلئے وہ ایسے حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں جس سے انکو بدنام کیا جاوے اور جب اُسکی تحقیقات کیجاوے تو اُسکی تہ میں ایسے امور نکلتے ہیں جو نہایت شرمناک اور قابل نفرین ہوتے ہیں۔ کام کرنیوالے آدم زاد ہوتے ہیں اُنسے غلطیوں کا ہونا ممکن ہے مگر اس سے ہر وقت یہ نتیجہ نکال لینا کہ وہ بدنیتی سے ایسا کرتے ہیں بڑی بیہودگی ہے۔

کسی لمبی تمہید میں نہ جاکر میں **دہلی** کی موجودہ حالت زار پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

دہلی میں **مرزا حیرت** صاحب ایک بزرگ ہیں جنکی قلم اور زبان سے ہندوستان میں جسقدر کا کوئی لیڈر یا ریفارمر اور کوئی بڑا آدمی نہیں بچا۔ وہ اپنی دوکان اور اخبار کی رونق اسی میں پاتے رہیں کہ کسی نہ کسی گروہ کی مخالفت کرتے رہیں۔

اُنہوں نے چھاپہ خانہ کی ایک کمپنی بنائی ہے جسکے خطرناک مقدمات آج کل عدالت میں دائر ہیں جن میں سے بعض میں مرزا حیرت **فرد قرارداد جرم** لگ چکا ہے باوجود ان باتوں کے **مرزا حیرت** کے اخبار کا بہت بڑا جزو **دہلی** کے مسلمانوں بدنام کرنے اور بہتان باندھنے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری اس تحریر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ گالیاں میرے حصہ میں بھی آجائینگی۔ مگر میں اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اسلئے کہ گالیاں یا کوئی امر **مجھے حق** کہنے سے کبھی نہیں روک سکتا مرزا حیرت نے ترجمۃ القرآن کے وقت جب ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے جھگڑا لگا رکھا تھا اسوقت الحکم نے اپنی بے لاگ رائے دیتے ہوئے ڈپٹی صاحب کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور اور اسکے مخالفین کے جھگڑے کے وقت، باوجودیکہ ان میں بڑے بڑے آدمی تھے الحکم اپنی سچی رائے ظاہر کرنے سے نہیں رکا۔ انجمن مجاہدین لاہور کے متعلق مستشار العلماء کی غلطی کے اظہار میں اس نے پرواہ نہیں کی۔ اور ایسا ہی اب بھی وہ نہ **مرزا حیرت** کی مخالفانہ تحریروں کا لحاظ کریگا۔ اور نہ اس پارٹی کی بے جا جنبہ داری کریگا جسکے خلاف مرزا صاحب لکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے فہم اور فراست علم اور واقفیت کی بنا پر نیک نیتی سے ایک رائے دیگا جس میں وہ **مسلمانان دہلی** کو گمراہ ہونے سے بچانے کی کوشش کرنی چاہتا ہے۔

دہلی کے ساتھ جو ہمارا تعلق ہے وہ اتنا ہی ہے کہ اس شہر سے سب سے پہلے ہمارے سید و مولا و آقا امام ہمام اور رہبر **کفر کا فتوی** دیا گیا اسوقت نہ مرزا حیرت اور نہ ان لوگوں کو جو **دہلی** کا جسم ہیں غرض کسی کو بھی یہ ہرگز خیال نہ آیا کہ ایک مسلمان کو کافر بنانے میں جلدی نہ کرو باوجود اس کے کہ ہمیں **دہلی** سے محبت ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ دہلی تو ایک طرف کسی جگہ کے مسلمانوں کی حالت بھی بگڑے اور انمیں تفرقہ پیدا ہو۔

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوی حب پیمبرم

مسلمانان دہلی جو دکی حالت میں ہیں اور جیسا کہ سنت اللہ ہے بعض نفوس وہاں ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کی دینوی حالت کی اصلاح اور گورنمنٹ کے ساتھ انکے تعلقات وفادارانہ استحکام میں لگے رہتے ہیں اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے اور اسکے بعد کے حالات دہلی جیسے شہر میں اسی ضرورت کو اہم بتلاتے ہیں کہ بجائے اسکے کہ ایسے لوگوں کے خدمات کی قدر کیجائے اور مسلمانوں میں احسان شناسی کا شیوہ پیدا کیا جائے کوشش یہ جاری ہے کہ انکو بدنام کیا جائے۔

میںنے کرزن گزٹ کے وہ تمام مضامین پڑھے ہیں جو رؤسا دہلی کے خلاف لکھے گئے ہیں اور ان میں ایک ہی بات کو بار بار دُہرایا جاتا ہے کہ انہوں نے شہر دہلی کے اوقاف پر قبضہ رکھا ہے اور اس جماعت کا ایک ممبر آٹھ آٹھ دس دس **اوقاف** کا ممبر ہے۔

سب سے بڑا اعتراض یہی ہے کہ جو کیا جاتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ اعتراض کیا حقیقت رکھتا ہے۔ آنریبل خان بہادر محمد شفیع صاحب کے جدید اعزاز کی مبارکباد دیتے ہوئے معزز ہمعصر زمیندار نے ان کے عہدے اور کام بتائے تھے اور وہ ایک درجن کے قریب تھے۔ اب ایک شخص اگر مستعدی سے کام کرتا ہے اور اسکے قومی امور میں دلچسپی اور مذاق ثابت ہوتا ہے یا کچھ اور۔ یہ امر ایسے معاملات میں غور طلب نہیں ہوتا کہ ایک شخص دس یا بارہ اوقاف کا ممبر ہے بلکہ قابل غور یہ امر ہے کہ آیا وہ شخص اپنی دیانت داری اور نیک نیتی کے لئے مشہور ہے

سے تسلیم نہ کر لو - اسلئے اگر اس آیت کے حکم کے بموجب محمدؐ رسول اللہ کے نائب مسیح موعودؑ کے جانشین کو احکام الٰہی کی بجا آوری کا ذریعہ سمجھکر اپنا حاکم بنا لیویں اور اپنے سارے تنازعات اور خصومتوں میں اسکے فیصلہ کو خوشی سے مان لیویں تو ہمارے دین اور دنیا کی بہتری ہو سکتی ہے -

سو اے احمدی جماعت! اے آخرین منہم کے گروہ جبکہ تمنے خدا کے مسیح سے یہ عہد کر لیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے تو تم کیوں اپنے سارے معاملات اور تنازعات کو اپنے موجودہ خلیفہ کے روبرو پیش نہیں کرتے - اور خدا و رسول کے حکم برخلاف دنیاوی عدالتوں میں ذلیل ہوتے ہو -

ہمارے ملک کے بہی خواہ تو اس امر کے درپے ہیں کہ ہمارے تنازعات پنچایتوں کے ذریعہ فیصل ہوا کریں - چنانچہ گورنمنٹ کے حضور اسکا مشورہ درپیش ہے اور تم کیوں اپنا فیصلہ اپنے مذہبی پیشوا سے نہیں کراتے -

یہ خوب یاد رہے کہ کہ ہمارے سلسلہ میں جب تک ہمارا دینی حاکم موجود رہیگا اور ہم اُسکی حکومت دین کے سچے دلسے اطاعت اور فرمانبرداری کرتے رہینگے ہم کبھی گمراہ نہیں ہونگے اور نہ ہمکو کوئی دنیاوی مشکلات (مقدمات وغیرہ) درپیش آئینگے اور اسلام ایسے ہی ترقی کرتا رہیگا - جیسا کہ خلفاء راشدین کے وقت کی تھی - کیونکہ انسان کے لئے ایسی حکومت سے آزادی ہی ایسی بلا ہے جو اسکو قعر ضلالت میں پھینکدیتی ہے اور

اس آزادی ہی کے باعث اسکی بہیمیت اسکی گردن پر سوار ہو جاتی ہے اور شیطان کے پھندے میں پھنس جاتا ہے -

اسیواسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے جو شخص میری ہدایت پر عمل کریگا وہ گمراہ اور شقی نہوگا - اور اس ہدایت پر عمل کرنے کیلئے قرآن شریف کا کاغذ اور حروف کچھ کام نہیں دے سکتے اور ان کاغذات کی موجودگی ہی میں مسلمان شتر بے مہار ہو کر وادی ضلالت میں بھٹکتے پھرے - مگر جب خدا تعالیٰ نے اپنے مستمرہ قاعدہ کے بموجب ہم میں سے ایک شخص (مرزا صاحب) کی قابلیت دیکھکر ہم پر خلیفہ مقرر فرمایا تو دیکھہ لیں اسلام کا کیسا نورانی چہرہ چمکنے لگا - اسیطرح اگر ہم ہمیشہ اس الٰہی قانون کی پابندی کرتے رہینگے تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے -

کیونکہ ہم پر ایک ایسا حاکم نگران رہیگا جو ہمارے ہر ایک فعل اور عمل کی درستی کرتا رہیگا اور ہماری روحانی ترقی کے وسائل پیدا کرتا رہیگا -

اگر ہم اس حکومت آزاد ہو گئے تو ہم پھر اُسی گڑہے میں گرینگے جہاں سے ہمکو حضرت مسیح موعود صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے نکالا ہے -

غلام احمدؐ از کاٹھگڑھ
ضلع ہوشیارپور

احمدی جماعت کے جلسے

جہانتک مجکو احمدی جماعت کے جلسوں میں شامل ہونیکا فخر حاصل ہوا ہے یا بذریعہ اخبارات اُن جلسوں کی تحریری کارروائی کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو یہی ثابت ہوا ہے کہ فلان صاحب نے توحید پر ایسا وعظ کیا اور فلاں حضرت نے صداقت اسلام پر ایسا پر اثر لیکچر دیا - وغیرہ وغیرہ - اگر یہ جلسے اسی غرض کے لئے منعقد ہوتے ہیں تو یہ مطلب تو عمدہ طرح سے حاصل ہو رہا ہے -

مگر موجودہ زمانہ کے دیگر جلسوں اور مجلسوں کو جب دیکھا جاتا ہے تو اُمیں یہ کارروائی ہوتی ہے کہ اُس مجلس کی مشترکہ اغراض کی کسی عملی تکمیل کے لئے تجویزیں پیش ہوتی ہیں اور اُمیں سے ایک تجویز کو پیش کرکے رائے زنی ہوتی ہے اور اخیر پر وہ تجویز کثرت رائے سے پاس ہوتی ہے اور اسکی عملی کارروائی کے لئے کوشش ہوتی ہے -

ہمارے امام و مقتدا کی بعثت کی اصلی غرض صرف قرآنی احکام کی تعمیل تھی یا اسلام کے دشمنوں سے اُسکی حفاظت سو اپنے یہ دونوں کام اپنی زندگی میں پورے کرکے دکھا دئے - اور وعظین بھی زیادہ پر اثر اسی شخص کی تہیں جو قرآنی احکام کا عملی نمونہ تہا - یا اُنکے دوسرے نمبر پہ ہمارا نور دین ہے اور محمود ہے -

میری اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ ہمارے دیگر واعظوں کے وعظ میں اثر نہیں ہے یہ بھی پر اثر ہیں مگر ہمکو اپنے امام کی اسی پہلی غرض کی تکمیل میں جدوجہد ضروری ہے کیونکہ ہماری جماعت میں ابھی بہت سی کمزوریاں اور فروگذاشتیں باقی ہیں جو سراسر حکم قرآنی کے خلاف ہیں اور اُنکے دور کرنے کیلئے یہ بھی

دنیا کو دکھلا دیا کہ دنیاوی حکومت اسطرح ہونی چاہئے۔ اور روحانی مدارج یوں حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ خلافت راشدہ کا نمونہ اسکا عملی گواہ موجود ہے۔ موجودہ زمانہ کے عقلا اور فلاسفروں نے دنیاوی انتظام سلطنتوں کے متعلق اکثر امور میں انہی کی تقلید کی ہے۔ گو وہ اسکو تسلیم نکریں۔ آنحضرتؐ کے خلفا نے روحانی اور جسمانی ترقی کا راز عملاً کھول کر دکھلا دیا۔

اسوقت کی ظاہری سلطنتوں کے احکامی امور جمہوری سلطنت۔ مجلس تقرری کا تقرر۔ اور محکوم قوموں آزادی۔ رعایا کی حفاظت۔ اور عمارت بند و بست۔ صرف انہیں کی پیروی کا نتیجہ اگر کوئی متعصب مخالف اس امر سے انکار کرے تو ہمکو چھٹی صدی عیسوی سے پہلے کی کوئی قواعد انتظام سلطنت دکھلائے۔ پھر ہم مان لینگے کہ یہ فلاسفروں کا عقلی چراغ ہے۔

اب میں اس مضمون میں لفظ خلافت کی تحقیق کرتا ہوں۔ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اور قدرت کا اس حکم انی جاعل فی الارض خلیفہ سے یہی منشاء تھا کہ بنی آدم میں اسکی روحانی ترقی اور درستی اخلاق وحسن معاشرت کے احکام اپنا ایسا جانشین مقرر کرے جو اسکی منشاء کے مطابق بنی نوع انسان کی اصلاح کرتا رہے چنانچہ وقتاً فوقتاً اسکے خلفاء آتے رہے اور نشأت انسانی کو الہام الٰہی کے بموجب ہدایت اور تبلیغ کرتے رہے گو بہت سی خلفا کو اپنے مقاصد میں کم کامیابی ہوئی۔ مگر یہ سلسلہ برابر جاری رہا اور اُن خلفا کی نافرمانی کے باعث بہت سی قومیں خدا کے عتاب اور عذاب میں بھی آتی رہی ہیں آخر زمانہ میں جو خلیفہ مقرر ہوا اسنے تمام جنس انسانی کو قولاً اور فعلاً قدرت کی منشاء سے آگاہ کر دیا۔ خلیفہ ہونے کا استحقاق اسی شخص کو ہے جو روحانی قابلیت رکھتا ہو۔ اسلام کا تنزل اسی وقت سے شروع ہے جب سے تقرر خلیفہ کا قاعدہ اسلام سے موقوف ہو گیا۔

جب تک خلافت کا قاعدہ اسلام میں جاری رہا اس مذہب نے معاش و معاد میں کیسی ترقی کی۔ مگر جب یزید جیسے ناخلف لوگوں نے الٰہی نیابت کو موقوف کرکے شخصی سلطنت طریقہ جاری کر لیا اسیوقت سے اسلام میں ضعف آنا شروع ہو گیا۔ اور اس درجہ تک ضعیف ہو گیا کہ صرف اسلام نام باقی رہگیا اور اسلام موجودہ زمانہ کے کفار قوموں کے رنگ میں رنگے گئے اور اسلام کے محافظ مولوی صاحبان جو اپنے لئے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سند پیش کرتے ہیں۔ نادان دوست ثابت ہوئے اسلئے خداوند تعالےٰ نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون۔ یا وعدۂ استخلاف عین اسکے بانی کی پیشگوئی کے مطابق اس دجالی زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی کو خلیفہ مقرر فرمایا اور شرف مالہ بخشا۔ اور حضرت ممدوح نے بموجب حکم قرآنی مسلمانوں کی ایک جماعت قائم کرکے اسلام کی اصلی صورت پیش کر دی اور دشمنان اسلام کو دلائل اور براہین کے حربہ سے شکست فاش دیکر اسلام کی حفاظت کا پورا سامان کر دیا اور مفوضہ خدمت ادا کرکے اپنے مولا سے جا ملے۔

اب یہاں یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ خلافت کے لئے کسی دنیاوی حکومت کی بھی ضرورت ہے؟ جہانتک اس سوال پر غور کیا جائے اسکا یہی جواب ہو سکتا ہے کہ اگر اب بھی ہم خدا کے فرستادہ مسیح موعود کے جانشین کی روحانی حکومت کو تسلیم کریں اور آئندہ ہمیشہ کے لئے یہی سلسلہ جاری رہے اور وہ ہم میں الٰہی قانون کے مطابق حکم کرتا رہے تو ہمکو دنیاوی حکومت کی ضرورت ہی نہیں۔ ہماری موجودہ دنیاوی حکومت ہماری جان و مال کی حفاظت اور ہماری مذہبی آزادی کی ذمہ دار ہے اور نہایت منصفانہ طور سے ہم پر حکومت کر رہی ہے۔ اور اسکی اطاعت بھی ہمارا فرض ہے مگر ہمکو چاہئے کہ اپنے ساری معاملات اور تنازعات میں قرآن اور محمد رسول اللہ کی حکومت کو اپنے اُوپر بموجب وعدہ وقت بیعت (کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے) بکلی وارد کر لیں اور ہمارا خلیفہ ہمکو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے ماتحت رکھے۔

پھر دیکھ لیں کہ اسلام کیسے ترقی کرتا ہے ہمکو خدا تعالیٰ ارشاد فرمایا۔ فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔ مسلمانوں دیکھا تمہارا خدا تمکو کیا حکم دیتا ہے۔ تم تو ایمان والے ہی نہیں ہو سکتے جب تک تم محمد رسول اللہ صلعم کی حکومت (جو کا حکم دینے والا تمہارا خلیفہ ہے) کو بہی دلی خوشی

سالانہ رپورٹ کا انحصار بھی تو مالی سال ہی پر ہوتا ہے جبکہ سال ستمبر میں ختم ہو جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ رپورٹ بھی ستمبر ہی تک کی ہو اور میری سمجھ میں ہوگا بھی ایسا ہی اسلئے اکتوبر کا مہینہ میں بطور سالانہ رپورٹ کے شائع ہو جایا کرے۔

اور بجٹ کے ساتھ صرف مختصر اشارات کافی سمجھے جایا کریں جس سے اس کام کے مفید یا غیر مفید یا ضروری اور اشد ضروری کے نتائج قوم اخذ کر سکے

غرض بجٹ پر پورا غور ہونا چاہئے۔ اور اسکے متعلق احمدی انجمنوں کو کامل فکر کے بعد رائے دینی چاہئے۔

اور معقول عرصہ پیشتر یہ بجٹ احمدی انجمنوں کے پاس بھیجنے کی کوشش کیجائے گی

خلافت

خدا وند تعالی نے انسان کو دو قوتوں۔ ملکیت۔ بہیمیت۔ کا مجموعہ بنایا ہے۔ بہیمیت ایسی قوت ہے جسکے بے موقعہ استعمال سے بہت سی فساد اور خونریزیوں کا اندیشہ ہے۔ اسیواسطے فرشتوں نے خدا کے اس ارادہ پر کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ عرض کیا تھا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء مگر اس انتظام کے متعلق اسکے پیدا کرنیوالے کو بخوبی علم تھا اسلئے ارشاد فرمایا۔ انی اعلم ما لا تعلمون اور ملکی قوت کو غالب کرنے اور بہیمی طاقت کے مناسب استعمال کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ بنی آدم میں سلسلہ خلافت (نبوت) قائم کرکے ارشاد فرمایا اما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔

بنی آدم کو ان دونوں قوتوں کے علاوہ ایک اور جوہر لطیف عقل عطا فرمایا اور اسی جوہر کے باعث انسان الٰہی احکام کے تعمیل کا مکلف کیا گیا۔

مگر عقل کی مثال آنکھ کی ہے کہ آنکھ میں قوت بصارت تو موجود ہے مگر بلا امداد دوسری روشنی کے مثلاً آفتاب کی روشنی یا چراغ و مشعل کے کچھ دیکھ نہیں سکتی۔

ایسا ہی عقل بھی بدیہات اور محسوسات کو بلا امداد وتجربہ کے جانچ نہیں سکتی۔ اور اشیاء غیر محسوس اور غیر مرئی۔ جیسا کہ خدا کے ذات اور صفات کا علم یا روح کی کیفیت یا آئندہ آنے والے عالم کی واقفیت یا خدا کی رضامندی اور نارضامندی کی سمجھ عقل بلا اعانت کسی دوسرے معاون کے معلوم نہیں کر سکتی اور اسکا وہ معاون الہام الٰہی ہے۔ اسلئے قوت بہیمیہ کے قابو رکھنے اور ملکی قوت اور روحانی ملکہ کی ترقی کے لئے الہام الٰہی کا ہونا ضروری تھا اور اسکے اظہار اور صدور کا ذریعہ وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو خدا کی طرف سے خاص فطرت پاکر پیدا ہوتے ہیں اسواسطے خاص خاص بندوں کو مخصوص فرما کر حکم دیا کہ تمہارے پاس تم میں سے میرے رسول آوینگے اور میری آیتیں تمکو پڑھ کر سنائینگے اور تمکو پاک کرینگے۔ اور تمکو حکمت اور دانائی کی باتیں سکھلائینگے۔ چنانچہ اسی قاعدہ کے بموجب بنی آدم میں سے خدا کے مرسل وقتاً فوقتاً آتے رہے اور اپنے آمر کے حکم ان لوگوں کو جنکے لئے وہ مبعوث ہوئے سناتے رہے۔ جن لوگوں نے اس خلیفۂ وقت (نبی) کی اطاعت کی وہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کے وعدہ کے حقدار ہو گئے۔ اور جنہوں نے بہیمی قوت کے محکوم ہو کر ان مرسلوں کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور ما وجدنا علیہ آباءنا کہہ کر وہ ہدایت سے دور اور اسکے عذاب کے مستحق ٹھہر گئے۔

انسانی فطرت پر غور کرنے سے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انسان کسی حکومت کے ماتحت رہے۔ حکومت سے آزاد رہنا اسکی بہیمیت کو کھلا چھوڑ دینا ہے۔ جو ساری برائیوں اور فسادوں کی بنیاد ہے۔

گو بنی آدم نے اپنے ظاہری اور جسمانی انتظام کے لئے سلطنت کا سلسلہ قائم کیا مگر چونکہ انتظام کے ساتھ عقل کا وہ زبردست اور قوی رہنما (الہام) معاون نہیں تھا اسلئے انکی بہت سی غلط کاریوں اور خود رائیوں سے مخلوق الٰہی پر بہت سے مظالم اور فساد برپا ہوئے۔ لیکن چونکہ قدرت کو اپنا کامل انتظام روحانی اور جسمانی قائم کرنا منظور تھا اور عقل انسانی بھی اس درجہ کے قریب پہنچ گئی تھی کہ اس انتظام کے حسن و قبح کو بخوبی سمجھ سکے اخیر زمانہ میں ایسے ملک اور قوم میں جو انسانی خصلتوں سے معرا تھے۔ ایسے شخص (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) جو ظاہری عقل و علم و تجربہ سے امی محض تھے۔ خدا نے وحی اپنا کامل اور مکمل ہدایت نامہ دیکر تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور آپنے اپنے مولا کی ہدایت کے بموجب پورا پورا عمل کرکے روحانی اور جسمانی معاشرت نمونہ قائم کر دیا۔ اور آپکے متبعین نے اپنے خلیفہ کی احکام کی سچی سچی پیروی کرکے

کیا عجب اللہ تعالیٰ اسی میں شفا رکھدے اس حدیث کو پڑھکر فرمایا کہ **مومن** مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی پسند نکرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔
انہوں نے قوم کیطرف خطاب کرکے کہا اپنے ایمانوں کا محاسبہ کرو اور سوچو کہ اس حدیث کے معیار پر کہاں تک ایمان ہے۔

ہمارے اخلاق کا معیار

ہماری ہمدردی ہماری **اخوت**
ہمارے **اخلاق** کا معیار بہت ہی گر گیا ہے ہم کسی کے ساتھ ہمدردی کرنے کے بجائے اسکی تکلیف پر ہنستے ہیں۔ ہماری محفلیں اور مجلسیں ایسے اذکار سے گرم ہوتی ہیں ہماری **اخوت** کا معیار یہ ہے کہ ہم اپنے کمزور بھائی کے گرانے میں اپنی کامیابی اور اپنی دانشمندی یقین کرتے ہیں۔ ہمارے اخلاق کا معیار یہ ہے کہ ہم اپنی **بداخلاقی** کو دوسروں کی **بداخلاقیوں کی** پناہ میں آسانی سے چھپا لیتے ہیں اور یہی ہمارا کمال ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہم **استخوان فروشی** سے فائدہ اٹھانے کے عادی ہیں۔ ہم بڑی دانشمندی کے ساتھ یہ وعظ کر سکتے ہیں کہ اپنے گرے ہوئے بھائی کو اٹھاؤ اور اسکی مدد کرو اُنکا ہاتھ پکڑو مگر جب ہمیں خود موقعہ ملتا ہے تو ہم دھکا دیکر اسی گڑھے میں گرانے سے نہیں چوکتے یہ سب کچھ کیوں ہے ؟ ہماری اخلاقی جرأت کم ہو گئی ہے ہم نمائش کے دلدادہ ہیں۔
ہم میں قومی احساس نہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہم میں دردمند دل نہیں جو اخوت کے حقوق کو دیکھکر بیقرار ہو جائے
ایسی باتوں کا اظہار قومی عیب شماری کہا جاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں یہاں آؤ اور ہر روز ایک **دردمند دل** کی صدا سنو کہ اس سے کیا نکلتا ہے اگر یہ امراض قوم میں نہیں تو اس سننے سے یہ آواز کیوں نکلتی ہے ؟

دوسروں کی بربادی ہماری اصلاح کا ذریعہ نہیں

بعض اوقات جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری اندرونی یا بیرونی مخالفوں کو کسی نہ کسی وجہ سے نقصان پہونچ رہا ہے تو ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے ہماری کوئی اصلاح ہو سکتی ہے ؟ اسکا جواب صاف ہے ہرگز نہیں۔ **مومن** تو جب دیکھتا ہے کہ اسکے دشمن اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کو تباہ کر رہے ہیں اور آپسمیں کٹ کر مر رہے ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے احسانات کو دیکھکر اور بھی شرمندہ ہوتے ہیں انہیں زیادہ فروتنی اور انکسار پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کا کوئی رشتہ نہیں جن اسباب کے ماتحت ایک قوم جو ہماری مخالف ہے ہلاک ہو رہی ہے انہیں اسباب کے نیچے ہم صرف **مسلمان** کہلا کر بچ نہیں سکتے۔ کیونکہ اسباب اور نتائج کے علم سے جو لوگ واقف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ نتائج میں فرق نہیں ہو سکتا پس چاہئے کہ ہم دوسروں کی مٹتی ہوئی ہستی کو دیکھکر خوش نہ ہوں ہمیں انسے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور ان اسباب ہلاکت سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے۔

قومی کاموں میں دلچسپی لو

قومی کاموں کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنا ہمارا قومی فرض ہے اگر ہم صرف اتنا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنی کمائی میں سے چند پیسے یا چند روپیہ ماہوار یا سالانہ دینا ہی کافی ہے تو یہ قومی کاموں کے ساتھ کسی ہمدردی یا دلچسپی کا ثبوت نہیں بعض وقت روپیہ پیسہ کی بجائے بہترین رائے زیادہ مفید اور قابل قدر ہو سکتی ہے۔ اسلئے قومی کاموں کے ساتھ سچی دلچسپی اسیوقت پیدا ہو سکتی ہے جب ہم ہر پیش آمدہ امر کے تمام پہلوؤں پر غور کریں اور اپنی رائے کو پیش کرنے میں کبھی تامل نکریں اور اس بات کی ہرگز پرواہ نہو کہ وہ سنی جائیگی یا نہیں یہ ہمارا کام نہیں بلکہ کام کرنے والے ذمہ وار لوگوں کا کام ہے ہمارا فرض نہیں ہمارا فرض صرف اتنا ہی ہے کہ جو قومی کام ہمارے سامنے ہو اسکی بھلائی کے لئے یا تکمیل کی خاطر جو امر ہماری سمجھ میں آوے فوراً پیش کر دیں۔

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

صدر انجمن کا مالی سال ستمبر ۱۹۰۹ء میں ختم ہو جائیگا۔ اسلئے اکتوبر ۱۹۰۹ء سے ستمبر ۱۹۱۰ء تک کے لئے جدید بجٹ کی طیاری کا مسئلہ ذمہ دار عہداروں کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حسب معمول بجٹ احمدی انجمنوں کے پاس بھی بغرض اظہار رائے جائیگا اسکے بعد مناسب ترمیم و تنسیخ کے بعد وہ پاس ہوگا۔
بجٹ کا سوال بڑا ہی قابل غور سوال ہے اسلئے احمدی انجمنیں اسکے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کی تکلیف اٹھایا کریں۔ اور سلسلہ کی مدآت خرچ میں اشد ضروری کو مقدم کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ میری سمجھ میں اگر بجٹ کے ساتھ ہی اخراجات کے سال تمام کے نقشے بھی پیش ہو جایا کریں تو شاید احمدی انجمنوں کو ان کی رقوم کے متعلق غور کرنے میں زیادہ سہولت ہو۔ اور اسی طرح سالانہ رپورٹ بھی بجٹ کے ہمراہ ہی طیار ہو جایا کرے تو اچھا ہے۔

اور شراب پیتے ہیں ایسی بدظنی کا بھی سبب ہے کردہ ہم سے بالکل الگ ہوگئے ہیں اس قسم کا انقطاع تو کمزور لوگ کرتے ہیں کہ بالکل الگ ہو جائیں۔"

غرض ہر طرح سے موقعہ دیا گیا مگر تفریق پسند لوگوں نے ہم سے ملنا پسند نہ کیا اب اگر ہم الگ نہوتے تو کیا کرتے باوجود اسکے بھی ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنی حالت کا اندازہ کریں اور اسوقت دیکھیں انکی کیا حالت ہو رہی ہے۔ جو وقت وہ باہمی **مخالفت** اور ایک دوسرے کی تذلیل اور تخریب میں خرچ کر رہے ہیں اسے مخالفین اسلام کے **خوب** اور رفاع میں خرچ کریں۔ اور اپنے جھگڑوں کو **قرآن مجید** کے سامنے رکھدیں۔ اپنے **اخلاق** و **طرز عمل** سے دوسروں پر اثر ڈالیں۔ اپنے شیرازہ کو منتشر کرکے دشمنوں کو موقعہ نہ دو کہ وہ تمہیں ہڑپ کر جائیں۔ اور وہ ہر طرف سے اس فکر میں ہیں کہ تمہیں کہا جائیں اگرچہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ **اسلام غالب** ہوگا اور اسکی تمکین ہوگی۔ لیکن جو کام آج ہو سکتا ہے اسے اور کئی سالوں پیچھے کیوں ڈالتے ہو؟۔

یہ بالکل سچ ہے کہ ہم ان صداقتوں کو ہاتھ سے نہیں دے سکتے جنپر ہم بصیرت کے ساتھ قائم ہیں۔ مگر اسلام ہاں مقدس اسلام کی حفاظت اسکی خدمت ہم سب کا مشترکہ کام ہے اگر وہ ہتیار جو ہمیں خدا تعالیٰ نے دئے ہیں اسلام کی تائید اور کفر اور باطل کی تردید کیلئے لاجواب ہیں تو انکے اختیار کرنے میں بخل سے کام نہ لو۔ بلکہ شرح صدر سے آگے بڑھو۔ ہمارے امام نے تم سے گالیاں سنیں اور سنکر کیا کہا۔

اسے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہدار
کاخر کنند دعوی حب پیمبرم

خدا کے لئے **سوچو** ایسا وسیع حوصلہ اور **فراخ سینہ** ہر شخص کا نہیں ہوا کرتا نبی کریم کی **عزت** اور **جلال** کے لئے **قرآن مجید کی شوکت** اور **صداقت** کے اظہار کے لئے جو کوشش ہم کر رہے ہیں کیا اور کرنا چاہتے ہیں تم کیوں اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ آؤ اور آگے بڑھو تاکہ وہ کام ہو جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ **اسلام کی عزت و احترام** کیلئے کوشش کا وقت ہے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ ظاہر ہو۔ وہ ظاہر ہو کر رہیگا مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جو اپنی اجتماعی طاقت سے **حبل اللہ** کو مضبوط پکڑ لیں۔ اللھم اجعلنا منھم آمین۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

سادہ سنگت قادیان حضرت امیر المومنین کی سرپرستی میں یہ مختصر سی انجمن خاموشی کے ساتھ اپنا تبلیغ کا کام کر رہی ہے حال میں چار ٹریکٹ چار ہزار تعداد میں چھپوا کر تقسیم کر رہی ہے۔ ان ٹریکٹوں کے نام یہ ہیں۔ **تیرتھوں کا کھنڈن۔ مورتی پوجا کا کھنڈن۔ آواگون کا کھنڈن۔ اسلام اور سکھ ازم** یہ چاروں ٹریکٹ گرمکھی میں چھاپ کر تقسیم کئے جاتے ہیں جو صاحب سکھوں میں انکو تقسیم کرنا چاہیں وہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر سکرٹیری سادہ سنگت قادیان سے اسکی جلد یا ان منگوا لیں۔ اسکے بعد ایک عجیب اور ضروری ٹریکٹ لکہا جاتا ہے وہ ہندو اور سکھ ہے جسمیں یہ ثابت کیا جائیگا کہ سکھ ہندو نہیں ہیں۔ اس قسم کے ٹریکٹ کثرت کے ساتھ شائع ہونے چاہئیں سادہ سنگت ارادہ کرتی ہے اور اسکو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے کہ وہ دسمبر تک کم از کم چالیس ہزار ٹریکٹ شائع کرے جو صاحب اس نیک کام میں کچھ بھی مدد دینا چاہیں وہ روپیہ براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس بھیجدیں اور اسکی اطلاع سکرٹیر صاحب سادہ سنگت قادیان کو دیدیں۔ سادہ سنگت کے ممبروں میں بڑے بڑے آدمی نہیں ہاں اسکے سرپرست میں ایک ہی انسان ہے جو چار لاکھ کا امام ہے۔ سادہ سنگت نمایش سے کوئی کام نہیں کریگی بلکہ خاموشی سے اپنا کام کرتی جائیگی۔ جو لوگ ایسی مجلس کی ضرورت سمجھینگے یا اسکے کام سے ہمدردی رکہیںگے وہ خدا کی طرف سے مستحق ہونگے کہ سادہ سنگت کے ممبروں کو کامل مدد دیں۔

اسلام اور پولیٹیکل اس عنوان پر الحکم میں میں نے لکہنا شروع کیا تہا کہ منشی محمد معین صاحب نے چہاؤنی لاہور سے مجھے لکہا کہ وہ اسپر لکہنا چاہتے ہیں پس میں نے اپنی توجہ کسی اور کام کی طرف کرلی مناسب سمجھی اب اس عنوان پر انکے لکھے ہوئے مضامین شائع ہونگے میں بھی ضرورتاً کچھ لکہونگا۔

لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ جمعہ گذشتہ کو حضرت امیر المومنین نے اس حدیث پر خطبہ پڑہا۔ اسکے ساتھ اور بھی تین حدیثیں آپنے پیش کی تہیں۔ خطبہ کے شروع میں آپنے فرمایا کہ اپنے پیشہ طب کے لحاظ سے اصلاح مرض قوم کے نسخہ کو تبدیل کرتا ہوں

مجید کے ساتھ عشق ومحبت کا نمونہ اور اسکی اطاعت کے پاک جذبات کا اسوۂ حسنہ۔ مگر اب تیرہ سو سال کے بعد حالت بدل گئی ہے۔ مسلمانوں نے مسلمان کہلاکر قرآن مجید کو اختلاف مٹانے کی بجائے اختلاف کا ذریعہ قرار۔۔۔دیا۔

- انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر قرآن مجید ہی انکی نزاعون اور **اختلافات** کا حکم ہوتا اسکی عدالت میں انکے تمام دینی اور دنیاکو فضا یا جاتے تو ایک آن میں سب کے سب جھگڑے مٹ جاتے۔ مگر وہ پاک خدمات نہ ہے وہ ادب **کتاب مجید** کا نزل اور وہ زمانہ آگیا جسکے لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نہ اترے گا۔

ایسی حالت میں وعید کے موافق ایک **مامور** آیا اسکا دعوی انوکھا اور نرالا دعوی نہ تھا اس سے اسلام کی فضیلت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوتا تھا مگر نہیں جہان **ہفتاد و دو ملت** کے جھگڑے پہلے سے اسلام کی بنیادوں کو کمزور کر رہے تھے مسلمان کہلانے والے ہاں علما کہلانے والوں نے پوری طاقت کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا۔ قریب تھا کہ یہ لوگ اپنی اجتماعی قوت اور طاقت کے ساتھ اسکو **قتل** کر دیتے مگر اسکے ساتھ بھیجنے والیکا وعدہ تھا کہ ایسا نہیں ہوسکے گا اُسنے انکو کیا کہا؟ یہی کہ **آسمانی فیصلہ** کو قبول کرو۔ اور قرآن مجید کے سامنے اپنا سر رکھدو مگر مقابل طرف سے جواب دیا گیا **انت کافر انت کافر۔**

اسپر اسنے کہا۔

"اے بزرگو! اے قوم کے منتخب لوگو! اے مولویو! خدا تعالے آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے غیظ اور غضب میں آکر حد سے بہت نہ بڑھو خدا تعالی سے ڈرو اور اپنی زبانوں کو تکفیر سے تھام لو خدا تعالی خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں"

مگر کسی نے نہ سنا۔ اور اُلٹا اُسپر الزام لگا کر اسنے قوم سے قطع تعلق کیا۔ میں کھلے الفاظ میں باواز بلند کہتا ہوں کہ وہ **شاہزادۂ امن تھا** اور امن کے زمانہ میں آیا اور امن لیکر آیا۔ وہ تلوار چلانے نہیں بلکہ صلح کرانے آیا تھا مگر اُسکی بات کو بہت ہی کم لوگوں نے سنا جنہوں نے سنا انہوں نے دیکھا کہ اُسکی پاس آکر شیعہ۔ **سنی۔ مقلد غیر مقلد** کے سب جھگڑے رفع ہوگئے ایک ہی **مقام** اسنے سبکو کھڑا کر دیا۔

وہ نزاع جو صدیوں سے مسلمانوں کو تباہ کر رہی تھی اُسکے قدم سے یکدم جاتی رہی اُسکی جماعت میں ہر **فرقہ** سے لوگ آکر **شامل** ہوئے۔ مگر اینیں وہ امتیاز اور جھگڑا نہ رہا۔ انہیں وہی دور پھر آیا جو **خیر القرون** میں تھا۔

اسنے متعدد مرتبہ اپنی قوم کو **پیغام صلح** دیا مگر کسی نے توجہ نکی یا ان لوگوں نے جو ذمہ دار تھے توجہ کرنے نہ دی اسکے جواب دہ **علماء** ہیں یا **امرا** جو قوم کے **دماغ** اور **جسم** کا کام کر رہے ہیں۔ علماء اگر تنگ خیال تھے تو امرا تو آزاد خیال اور **لبرل** تھے کیوں انہوں نے لبیک نہ کہا۔

۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو آپنے "**الصلح خیر**" کے عنوان سے ایک اشتہار دیا۔ اس میں لکھا "اے **علماء قوم** جو میرے **مکذب** اور **مکفر** ہیں یا میری نسبت **متذبذب** ہیں آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایکمرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کی درخواست کروں۔

مصالحت سے یہ مراد نہیں کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت صرف مراد ہے کہ فریقین ایکسخت عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو ان کے زیر اثر ہیں ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں اور کسی تحریر یا تقریر میں یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نکریں اور اگر کوئی فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب ہے اور شایستگی ہے فریق ثانی کی مدارت کریں بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں"

پھر ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو ایک نئی تقریر میں آپنے فرمایا "ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مخالف ہمارے ساتھ صلح کرلیں اپنی جماعت کے ساتھ اگرچہ میری ہمدردی خاص ہے مگر میں سب کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں اور مخالفین کے ساتھ بھی میری ہمدردی ہے۔ مخالفین ہم سے صلح کریں ملنا جلنا شروع کر دیں بے شک اپنے اعتقاد پر رہیں ملاقات سے اصلی حالات معلوم ہوجاتے ہیں۔ امرتسر کے بعض مخالف سمجھتے ہیں کہ ہم خدا کے منکر ہیں

الحکم قادیان دارالامان
۲۸-جنوری ۱۹۱۳ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

(نمبر اول)

آگرہ کے آریہ مسافر کی تحریروں پر مَیں نے بہت ہی کم نوٹس لیا ہے اور اس کی وجہ اس کی زبان۔ اس کا لہجہ۔ اور اس کا طرز بیان ہے میں ہر شخص کا حق سمجھتا ہوں۔ کہ جو بات کسی مذہب کے متعلق سے سمجھ میں نہ آوے۔ وہ اس پر اعتراض کرے۔ مگر یہ امر شیوہ انسانیت سے بعید ہے۔ کہ اس اعتراض کو ناگوار اور رنجیدہ طریق سے پیش کیا جاوے۔ اسی بدمذاقی اور بے اصولی نے حق و باطل میں التباس کر دیا ہے۔ اور بہت ہی کم وہ لوگ ہیں۔ جو محض حق جوئی کے لئے کوئی بات منہ سے کہتے ہوں۔ آریہ مسافر نے تو اپنا مشن ہی بیقرار دے رکھا ہے۔ شروع سال سے اس نے "اسلامی شاستروں کی فلاسفی" کے عنوان سے اسلام کی پاک تعلیم پر اعتراض کرنے کا نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ میرا خیال تھا۔ کہ وہ اخبار جو خصوصیت سے آریہ مسافر کے اعتراضات کا جواب دینے کے مدعی ہیں۔ اس پر توجہ کریں گے۔ مگر اب تک ان کی طرف سے خاموشی رہی ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آریہ مسافر کے اس سلسلہ پر میں کچھ لکھوں۔ و باللہ التوفیق

مذہب اسلام کا مدار کس پر ہے؟

مسافر کہتا ہے کہ "قرآن شریف کے بعد مسلمانوں کے مذہب کا دار و مدار کتب حدیث پر ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مسلمانی مذہب کا دار و مدار زیادہ تر کتب احادیث پر ہی ہے کیونکہ قرآن میں ہر ایک آیت مختصر۔ مطلب پیچیدہ اور بہت سی آیات بالکل مہمل اور بے معنی ہیں۔ علاوہ بریں عام مسلمان قرآن کو سمجھ بھی نہیں سکتے"۔

عزیز ناظرین! خدا کے لئے انصاف کریں۔ کہ جس شخص کی واقفیت مذہبی کا یہ حال ہو۔ کہ اسے اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ تعلیم اسلام کا مدار کس چیز پر ہے۔ وہ آج اسلام پر اعتراض کرنے کا حوصلہ کرتا ہے۔ یہ جرأت اور دلیری ایسے لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پہلوؤں میں خدا ترس دل اور کانشنس نہ رکھتے ہوں۔ پھر جو دعویٰ مہاشہ جی نے کیا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار کتب احادیث ہی پر ہے۔ اس کے دلائل جو آپ نے پیش کئے ہیں۔ وہ بجائے خود پانچ دعویٰ ہیں۔ جن پر میں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

گمراہ مسافر دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں جانتا

گالیاں دینا اور بات ہے اور معقول اور مدلل بات پیش کرنا اور۔ مہاشہ جی کی اپنی واقفیت اور عوام کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے پہلے یہ بحث پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے مذہب کے جاننے کے لئے کیا ذرائع ہیں۔ اور قرآن و حدیث میں کیا تعلق ہے؟

پس معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل اسلام خواہ وہ کسی بھی فرقے کے ہوں اپنے مذہب کا مدار قرآن مجید پر رکھتے ہیں۔ اور کتاب اللہ کو دیگر حجج شرعیہ پر مقدم اور امام ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ کے پایہ اور مرتبہ تو اور کسی کا مرتبہ نہیں پہنچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اس کے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے میں وہ اہتمام ہوا ہے۔ کہ یہ کام خود اللہ تعالیٰ نے آپ کیا۔ جیسا کہ فرمایا انا علینا جمعه وقرانه اور پھر انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ کسی اور کتاب کو یہ درجہ اور رتبہ نہیں ملا۔ پس قرآن کریم بہرحال امام اور مقدم ہے اور قرآن کریم کے بعد جو ذریعہ اسلامی تعلیم کے معلوم کرنے کا ہمارے ہاتھ میں ہے وہ

سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہے

سنت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی فعلی روش ہے۔ جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور قرآن کریم کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہیگی۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا فعل جو بجائے خود قرآن مجید کی تصویر ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو ایک اعلیٰ درجہ کی فقیہہ اور دقیقہ رس خاتون تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی تفسیر ان الفاظ میں کرتی ہے۔

کان خلقه قرانا

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و سیرۃ کا اگر علم حاصل کرنا چاہو۔ تو قرآن کریم کو دیکھ لو۔ اور یہ ضروری بھی تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید ہی میں فرمایا قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یعنے اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اتباع کرو۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے وابستہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا لکم فی رسول الله اسوة حسنة تمہارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

اسوہ حسنہ ہے

تو پھر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لازمی جزو تعلیم اسلام کا ٹھہرا۔ اور یہ کوئی نئی اور نرالی بات نہیں ہے۔ سنت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں اور وہ ہدایات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہیں۔ وہ تبلیغ کے ساتھ اپنے فعل اور عمل سے اس کلام الٰہی کی تفسیر کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ اس کلام الٰہی کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل نہ ہو۔ یہ عملی ہدایت نامہ تواتر کے ساتھ دنیا میں جاری ہو جاتا ہے اور اس وقت تک جو ہدایات و تعلیمات اسلام ہم تک پہنچی ہیں۔ اگر کوئی بھی ذریعہ نہ ہوتا تو بھی سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا زبردست ذریعہ تھا کہ وہ تعلیمات کم نہیں ہو سکتی تھیں۔ ہاں سنت کے بعد تیسرا ذریعہ ہدایت کا احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ بھی ہیں لیکن ایسا قیاس کرنا کہ احادیث نعوذ باللہ قرآن کریم یا سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم اور امام ہیں ایک ایسا افترا ہے جو مسلمانوں کا کوئی گروہ اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔

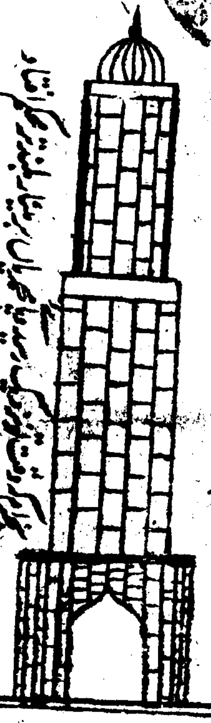
پس یہ پہلی اور خطرناک غلطی ہے۔ جو گمراہ مسافر نے کھائی۔ کہ مسلمانوں کے مذہب کا مدار احادیث پر ٹھہرایا۔ حالانکہ مجرد احادیث کے لفظ میں ہر قسم کی احادیث صحیح اور غیر صحیح شامل ہو سکتی ہیں محدثین نے احادیث کی صحت و قوت کے لئے جو قواعد ترتیب دیئے ہیں۔ ان پر بحث کرنا اس وقت ضروری نہیں معلوم ہوتا۔ مگر اتنا کہنے سے میں رک نہیں سکتا۔ کہ احادیث کی صحت اور قوت استدلال کے متعلق ایک موٹا اور کبھی خطا نہ کرنے والا عام فہم اصل یہ ہے کہ جو احادیث قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے خلاف نہیں وہ قبول کی جاتی ہیں اور باقی کی ہمیں تاویل کرنی پڑے گی۔ اور اگر کسی طرح پر وہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ سے مطابقت نہیں کھاتی تو افسوس کے ساتھ ہم اسے رد کر دیں گے۔

اس قدر بیان کے بعد میں گمراہ مسافر کے ان لایعنی دعاوی کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو اس نے قرآن مجید کی نسبت کئے ہیں اور جن پر میں نے نمبر کے نشان لگا دیئے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کے متعلق یہ کہنا کہ ہر ایک آیت مختصر اور مطلب پیچیدہ ہے۔ ایک ایسا بیہودہ دعویٰ ہے۔ کہ بجز ایسے شخص کے جس نے قرآن مجید پر کبھی تدبر نہ کیا ہو کوئی نہیں کر سکتا اور یا وہ شخص کر سکتا ہے جو حد درجہ کا باطل پرست اور یاوہ گو ہو۔ قرآن مجید کی ہر آیت آیت اسی لئے کہلاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کا زبردست نشان ہے اور بجز ایسے شخص کے جس کے دل و دماغ ممسوخ ہوں۔ اس کا آیت ہونا کیا بلحاظ اس کی ترتیب کلام اور اسلوب بیان کے اور کیا بلحاظ معانی اور حقائق کے سمجھ میں آجاتا ہے اور آج تک کسی معترض نے کوئی آیت پیش نہیں کی جو اس معیار پر پوری نہ اتری ہو۔

میں نہیں جانتا مختصر سے گمراہ مسافر کی کیا مراد ہے خیر الکلام ما قل و دل اگر اس نے پڑھا نہیں تو سنا ضرور ہوگا۔ اعلیٰ درجہ کے محرر اور مقرر کی یہی خوبی ہوتی ہے۔ کہ وہ تھوڑے الفاظ میں بہت سے مطالب کو ادا کر سکے اور یہ خوبی عربی زبان میں نہایت شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اور یہ

قرآن مجید کا بہت بڑا اعجاز ہے

مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ میں اسے ذوق مضمون کے سلسلہ میں یہاں ضمناً درج کر دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور انگریزی اور عربی زبان کی وسعت اور مطلب خیزی پر گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ عربی زبان میں وسعت مطالب بہت ہے اور وہ نہایت تھوڑے الفاظ میں بڑے بڑے مطالب کو ادا کر سکتی ہے اس وقت آپ نے پوچھا کہ بھلا انگریزی میں میرا پانی کو کیا کہتے ہیں۔ ایک انگریزی خوان نے بتایا کہ My water مائی واٹر۔ آپ نے فرمایا کہ عربی میں صرف مائی کہنے سے کام چل جاتا ہے۔ غرض اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ عربی زبان تھوڑے الفاظ میں بہت بڑے مطالب اور معانی کو ادا کر سکتی ہے اور یہ خوبی اور اعجاز ہے اور قرآن مجید میں یہ اعجاز نہایت ہی اعلیٰ درجہ پر پایا جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ خوبی آگرہ کے مسافر کی نظر میں عیب ہے سچ ہے ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است۔ با ایں قرآن مجید کی آیات نہایت مفصل ہیں۔ اور قرآن مجید کی بجائے خود یہ شان اور دعویٰ اس میں موجود ہے کتاباً مفصلا۔



شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سنہ ۱۰ عہ
خواص سے ۵ عہ
ہندوستان سے باہر ۶ سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ عہ

نمبر

جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

قادیان دار الامان

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گوئم بانو گرامی چہ ادر زفادیاں بینی
دواہمی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

کہ گیا کیا جاوے کہ اللہ راضی ہو جاوے اور ایسے اکسیر لوگ کم نظر آتے ہیں۔ **فما اشکوا الا الی اللہ۔**"

ان سطور کو غور سے پڑھو اور اس خواہش کے پورا کرنیکی فکر اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمارے امام کی غرض اور مطلوب پورا کرنے والا بنا دے۔ آمین

شاہزادہ امن کا پیام قوم کو

رامپور کے مباحثہ میں ظالم طبع امرتسری منکر نے ایک موقعہ پر نہایت درد انگیز پیرایہ میں حاضرین کے جذبات کو اپیل کیا یہ کہکر کہ مرزا صاحب نے ہم پر اسقدر ظلم کیا ہے کہ ہماری لڑکیوں تک کے لینے سے اپنی جماعت کو منع کر دیا اسوقت وہ جوش کی لہر میں اسطرح بہا جا رہا تھا کہ اپنی منہ سے بہو بیٹیاں نکل گیا کہ ہماری بہو بیٹیوں نے کیا گناہ کیا تھا جو انکے لینے سے بھی انکار کر دیا۔

اسوقت میری غرض اس ناپاک الزام پر ریمارک کرنا نہیں کہ ایک مولوی کے منہ سے یہ کیسے الفاظ نکل رہے ہیں بلکہ میں یہاں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب مغفور نے اپنی قوم کو کیا پیغام دیا تھا اور کیا فی الحقیقت آپ نیا آپ کا سلسلہ ہر لڑنے وصل [illegible] فیصلہ [illegible] [illegible] کر دیا تھا۔

ایک وقت تھا کہ مسلمان قرآن کریم کے عاشق زار تھے۔ قرآن کریم کے الفاظ

اُنکے تمام جھگڑوں اور اختلافوں کی آگ پر پانی ڈالدیتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمان سعادت میں بعض ملکی معاملات پر سختی کے ساتھ اختلاف ہوا اور باہم اس قسم کے مباحثے ہوئے اگر وہ عصر سعادت نہ ہوتا تو شاید تلوار اسلام کا فیصلہ کر دیتی مگر نہیں چونکہ **قرآن مجید** حکم اور **امام** تھا اور وہی سب کے لئے **خضر راہ** تھا اسلئے جب اُسپر آکر بات ٹھہر لی تو سب نے سب سر جھکا دیتے اور اسیکو اپنے لئے کافی سمجھتے تھے۔

اور پھر لطف یہ ہے کہ اسکے سمجھنے کے لئے کبھی کوئی کسی پر اس قسم کی نکتہ چینی نہ کرتا کہ تونے شامی یونیورسٹی کی ڈگری حاصل نہیں کی یا فلاں اور فلاں مدرسہ کی سند تیرے پاس نہیں بلکہ ایک فاضل سے لیکر ایک وحشی بدوی تک **قرآن کریم** کے مضامین کو بڑی آسانی سے سمجھتا اور **فی الواقع لقد یسرنا القرآن فھل من مدکر** پر ایمان لاتا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اندر باہر انکے لئے یہی رہنما اور ہادی تھا۔

اس زمانہ کے حالات سے اگر مسلمان واقف ہوتے یا اسوقت انکو واقف کرنے کی کوشش کیجاوے تو معلوم ہو جاوے کہ مسلمانوں کو کتاب اللہ کی کس قدر حد کی محبت تھی اور اسپر عمل کے لئے کسقدر جوش تھا۔

فدائے اسلام حضرت صدیق اکبر جب مریض ہوئے۔ اور مرض کا غلبہ ہوا اس حالت میں کسی صحابی نے فرط شوق سے آپ کے کسی مدحیہ قصیدہ کے کچھ شعر پڑھے مگر جونہی **صدیق اکبر** کے آنکھ کھلی اسی حالت مرض میں فرمایا کہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ **قرآن مجید** کی بجائے **کسی شاعر کا قول** سنوں یہ تھی محبت قرآن کریم کی اور یہ تھا عشق کتاب مجید کا۔

حضرت فاروق اعظم کا کمال

عشق تو اسی ایک واقعہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں کاغذ اور قلم طلب کی تو **فاروق اعظم** باوجود اسکے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نہایت درجہ کا احترام اور ادب کرتے تھے اور آپکی محبت میں سرشار تھے مگر جونہی اُٹھے **حسبنا کتاب اللہ**

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر **حضرت فاروق** کی جوش محبت کی وجہ سے حالت بدل گئی اور بڑے جوش کے ساتھ آپ شمشیر بکف نکلے اور کہا کہ اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو اسکے اور میرے درمیان یہ تلوار فیصلہ کر دیگی یہ تاریخی واقعہ ہے اس سے آپ کی محبت اور عشق رسول کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن اس جوش کو اعتدال پر لانے والی وہ کیا چیز تھی؟ **قرآن مجید۔**

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جونہی۔ **وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** پڑھا **فاروق اعظم** کی اس جوش کی آگ پر پانی پڑ گیا اور آپنے تلوار ہاتھ سے رکھدی اور سب جوش فرو ہو گیا۔ یہ تھا قرآن

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

شرح اپیل نمبر ۷
شرح قیمت جو بحال
میں پیشگی لی جائیگی

تاریخہائے اشاعت ۷ ـ ۱۴ ـ ۲۱ ـ ۲۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۸ — قادیان دار الامان ۷ / اگست ۱۹۰۹ سنہ عیسوی مطابق ۱۳۲۷ رجب سنہ ہجری — جلد ۱۳

خلیفۃ المسیح کیا چاہتے ہیں!

مجھے ایک مختصر سی سفر کے لئے آج حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اجازت کے لئے جانے کی ضرورت پیش آئی - اور میں آپکے حضور حاضر ہوا - مینے اپنی منزل مقصود کی کی جماعت کے لئے کوئی پیغام پوچھا - فرمایا میرا پیغام تو ایک ہی ہے -

خدا سی ڈرا اور پھر کچھ کر

فرمایا ایک شخص نے مجھ سی پوچھا کہ مینے سنا ہی کہ آپنے کوئی نیا کلمہ بنایا ہے مینے کہا ہاں اُسنے کہا ایسی عجیب بات تو میں سننی چاہتا ہوں مینے اُسکو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی کلمہ ایجاد کیا تھا اُسنے جواب دیا ہاں -

پھر مینے پوچھا کہ اُسوقت سب سے بڑی بلا کیا تھی اُسپر اُسنے کہا کہ شرک - میں نے کہا یہی وجہ تھی کہ آپنے **لا الٰہ الا اللہ** کلمہ تجویز کیا - اور دوسری آفت نبوت کی پرستش تھی جیسا کہ حضرت مسیح کو خدا بنایا گیا اسلئے دوسرا جزو **محمد رسول اللہ** تجویز ہوا -

اس زمانہ میں ایک خطرناک آفت ہے اس آفت کے لئے اسوقت ایک کلمہ کی ضرورت ہے بس اسکے حسب حال ہمارے امامؑ نے ایک کلمہ رکھا - اُسکو جو تمہارا جی چاہے کہو -

وہ آفت دنیا کو دین پر مقدم کرنیکی ہے - اسلئے حضرت امامؑ نے یہ تجویز کیا کہ وہ اپنی جماعت سی عہد لے کہ "**میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا**" پھر اسی سلسلہ فرمایا کہ مجھے تو **عملی حالت کی** اصلاح کی ضرورت ہے پس یہی پیغام ہے جسکو چاہو دیدو -

پھر آپنے اور بھی بہت کچھ فرمایا - جو پھر توفیق ملنے پر لکھونگا بالآخر آپنے مجھے لکھ کر دیا -

قوم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے مطلوب ہیں - ۱

جنکو دنیا کی پروا بھی نہو جب مقابلہ دین و دنیا کا آکر پڑے - ۲

باہمت واعظ مطلوب ہیں جو اخلاص و صواب سی وعظ کریں - ۳

عاقبت اندیش صرف اللہ پر بھروسہ کرنیوالے دعاؤں کے قائل اور علم پر گھمنڈ کرنیوالے علماء مطلوب ہیں جنکو فکر لگی ہو کہ کیا جاوے - ۴

(انوار احمدیہ مشین پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک پریس کے چھپکر شائع ہوا)